اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامات

[اس روایت کی ترتیب و تدوین اور شرح و وضاحت جناب جاوید احمد غامدی کی رہنمائی میں اُن کے رفقا معز امجد، منظور الحسن، محمد اسلم نجمی اور کوکب شہزاد نے کی ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

روی[1] انـه قال عبد اللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنهما: حدثنی ابی عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ذات یوم[2]. اذ طلع علینا رجل[3] شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر. لا یری علیه أثر السفر ولا یعرفه منا احد[4]. حتی جلس الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم. فاسند رکبتیه الی رکبتیه ووضع کفیه علی فخذیه[5]. وقال: یا محمد اخبرنی عن الاسلام[6]؟ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الاسلام ان تشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه و تقیم الصلاة و توتی الزکاة وتصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیه سبیلا[7]. قال: صدقت[8]. قال (عمر): فعجبنا له یساله و یصدقه.

قال: فاخبرنی عن الایمان؟ قال: ان تؤمن باللّٰه وملائکته و کتبه

ورسله واليوم الاخر وتومن بالقدر خيره و شره[9]. قال : صدقت.

قال : فاخبرنی عن الاحسان ؟ قال : ان تعبد اللّٰه کانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك[10].

قال : فاخبرنی عن الساعة ؟ قال : ما المسئول عنها باعلم من السائل[11]. قال : فاخبرنی عن امارتها؟ قال : ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فی البنيان[12].

قال (عمر) : ثم انطلق فلبثت مليا[13]. ثم قال لی : يا عمر ، اتدری من السائل ؟ قلت : اللّٰه و رسوله اعلم. قال : فانه جبريل اتاكم يعلمكم دينكم.

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) اس دوران میں ایک ایسا شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت اجلے اور بال نہایت سیاہ تھے۔ نہ اس پر سفر کے کوئی آثار نظر آ رہے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ (وہ آگے بڑھا) یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانووں پر رکھ لیے اور آپ سے پوچھا: اے محمد، مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو، اگر تم اس کی استطاعت رکھتے ہو۔ اس نے (یہ جواب سنا تو) کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ سیدنا عمر کا بیان ہے کہ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ پوچھ بھی رہا ہے اور

خود ہی (آپ کے جواب کی) تصدیق بھی کر رہا ہے۔

اس نے پھر سوال کیا: مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو مانو اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانو، اور آخرت کے دن کو مانو[۲]، اور اس بات کو مانو کہ اچھے اور برے حالات اللہ پروردگار عالم ہی کی طرف سے ہوتے ہیں[۳]۔ (اس پر بھی) اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔

پھر پوچھا: احسان کے بارے میں بتایئے؟ آپ نے جواب دیا: یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو (کیا ہوا)، وہ تو بہر حال تمھیں دیکھ رہا ہے[۴]۔

اس نے پوچھا: یہ بتایئے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا[۵]۔ اس نے کہا: (اچھا) اس کی علامتیں[۶] ہی بیان کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جن دے گی[۷] اور تم (عرب کے) ان ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریاں چرانے والے غریب چرواہوں کو دیکھو گے کہ عالی شان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہیں[۸]۔

عمر کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور میں اس کے بعد بھی کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: عمر، جانتے ہو، یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ جبریل امین تھے[۹] جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔

ترجمے کے حواشی

[۱] ''اسلام'' کا لفظ جس طرح پورے دین کے لیے استعمال ہوتا ہے، اسی طرح دین کے ظاہر کو بھی بعض اوقات اسی لفظ اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اپنے ظاہر کے لحاظ سے یہ انھی پانچ چیزوں سے عبارت ہے۔ یعنی توحید و رسالت کی شہادت دینا،

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت الحرام کا حج کرنا۔

[۲] ''ایمان'' دین کا باطن ہے۔ یہ انھی پانچ چیزوں سے عبارت ہے۔ یعنی اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، نبیوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان اور روز جزا پر ایمان۔ ایمان کے یہ اجزا قرآن میں اس طریقے سے بیان ہوئے ہیں:

''رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر اتاری گئی اور اس کے ماننے والے بھی۔ یہ سب ایمان لائے اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر۔ ان کا اقرار ہے کہ ہم اُس کے پیغمبروں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پروردگار، ہم تیری مغفرت چاہتے اور (اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت میں ہم سب کو) تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔'' (البقرہ ۲: ۲۸۵)

[۳] ''تقدیر کے خیر وشر پر ایمان'' ایمان باللہ ہی کی ایک فرع ہے۔

[۴] ''احسان'' کے معنی کسی کام کو اس کے بہترین طریقے پر کرنے کے ہیں۔ دین میں جب کوئی عمل اس طرح کیا جائے کہ اس کی روح اور قالب، دونوں پورے توازن کے ساتھ پیش نظر ہوں، اس کا ہر جز بہ تمام و کمال ملحوظ رہے اور اس کے دوران میں آدمی اپنے آپ کو خدا کے حضور میں سمجھے تو اسے احسان کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اس سے بہتر دین کس شخص کا ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے، اس طرح کہ وہ ''احسان'' اختیار کرے اور ملت ابراہیم کی پیروی کرے جو بالکل یک سو تھا۔'' (النساء ۴: ۱۲۵)

[۵] یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے وقت کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام کا قیامت کے وقت کے بارے میں سوال اسی مقصد سے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں پر یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ اس علم غیب سے پیغمبر بھی آگاہ نہیں ہیں۔ قرآن میں کئی مقامات پر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے:

''وہ تم سے قیامت کے باب میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا؟ کہہ دو کہ اس کا علم تو بس میرے رب ہی کے پاس ہے۔ وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ آسمان و زمین اس سے بوجھل ہیں، وہ تم پر بس اچانک ہی آ دھمکے گی۔ وہ تم سے پوچھتے ہیں گویا تم اس کی تحقیق کیے بیٹھے ہو۔ کہہ دو، اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ کہہ دو، میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع و نقصان پر کوئی اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر کا بڑا خزانہ جمع کر لیتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچ پاتا۔ میں تو بس ان لوگوں کے لیے ایک ہوشیار کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں جو ایمان لائیں۔'' (۷: ۱۸۷۔۱۸۸)

[۶] یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی علامتوں میں سے دو بیان فرمائی ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کے علاوہ بعض دوسری علامتیں بھی بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض امور متشابہات میں سے ہیں اور بعض مجازی اور تمثیلی اسلوب میں بیان ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں یہ دو باتیں واضح رہنی چاہییں۔ ایک یہ کہ ان کے اطلاق کے بارے میں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قیاس تو کیا جا سکتا ہے، حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا اور دوسرے یہ کہ ان کے علم سے دین و ایمان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

[۷] یہ غلامی کے خاتمے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا غلامی کے بطن سے آزادی جنم لے گی۔ یعنی قیامت کے قریب یہ واقعہ رونما ہوگا کہ لونڈیوں سے جنم لینے والے بچے آزاد ہوں گے۔ یہ واقعہ ظہور پزیر ہو چکا ہے۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۶ کو لیگ آف نیشنز کے زیر اہتمام دنیا کی تمام اقوام نے غلامی کے خاتمے کی قرارداد پر دستخط کیے۔ اس موقع پر انھوں نے یہ طے کیا کہ اب دنیا میں انسان پر انسان کی ملکیت کا حق یکسر ختم ہو جائے گا۔

[۸] یعنی عرب میں دولت و ثروت کا یہ عالم ہوگا کہ اس زمانے کے یہ بے سروسامان اور خانہ بدوش اہل بدو عظیم الشان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مگن ہوں گے۔ یہ واقعہ بھی حال ہی میں رونما ہوا ہے۔ عرب میں تیل نکلنے سے وہاں دولت کی بے پناہ فراوانی ہوئی۔ اہل بدو نے چراگاہوں سے اٹھ کر جدید ترین شہر آباد کر دیے اور دنیا نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو لوگ خیموں میں بس رہے تھے، یک بہ یک فلک بوس عمارتوں میں منتقل ہو گئے ہیں اور فی الواقع بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشاں ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

[۹] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبریل امین اللہ کا پیغام لے کر بشری صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔

متن کے حواشی

۱۔ اپنی اصل کے اعتبار سے یہ مسلم کی روایت، رقم ۸ ہے۔ معمولی اختلاف کے ساتھ یہ حسب ذیل مقامات پر نقل ہوئی ہے: بخاری، رقم ۴۸، ۴۴۰۴۔ مسلم، رقم ۹، ۱۰، ۱۱۔ ترمذی، رقم ۲۵۳۵۔ نسائی، رقم ۴۹۰۴، ۴۹۰۵۔ ابوداؤد، رقم ۴۰۷۵۔ ابن ماجہ، رقم ۶۲، ۶۳۔ احمد ابن حنبل، رقم ۱۷۹، ۳۴۶، ۳۵۲، ۲۷۷۵، ۵۵۹۲، ۹۱۳۷، ۱۶۵۴۱، ۱۶۸۵۱۔ ابن حبان، رقم ۱۵۹، ۱۶۸، ۱۷۳۔ ابن خزیمہ، رقم ۲۲۴۴، ۲۵۰۴۔ مسند ابوحنیفہ ۱/ ۱۵۲۔ بیہقی، رقم ۸۳۹۳، ۲۰۶۶۰۔ دارقطنی، رقم ۴۹۔ بن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۰۹، ۳۷۵۵۷، ۳۷۵۵۸۔

۲۔ بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں راوی نے بات ان الفاظ سے شروع کی ہے: 'قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سلونی فهابوه ان یسئلوه فجاء رجل فجلس عند رکبتیه ...' (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ (دینی امور کے بارے میں) سوال کریں۔ مگر لوگ سوال کرنے سے خائف تھے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور آپ کے زانووں کے پاس آکر بیٹھ گیا...)۔

۳۔ بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں 'اذ طلع علینا رجل' (ہمارے سامنے ایک شخص نمودار ہوا) کی جگہ 'اذ

اتاہ رجل یمشی‘(ایک شخص چلتا ہوا آپ کے پاس آیا) کے الفاظ آئے ہیں۔جبکہ بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۵۰ میں ’فاتاہ جبریل فقال‘(تو جبریل آئے اور انھوں نے کہا) کے الفاظ آئے ہیں۔

احمد ابن حنبل، رقم ۷۲۰۷ میں یہ بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: ’جاء جبریل علیہ السلام فی غیر صورتہ یحسبہ رجلاً من المسلمین‘(جبریل علیہ السلام اپنی اصل صورت پر نہیں آئے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ وہ مسلمانوں ہی سے کوئی فرد ہیں)۔

۴۔بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں یہ الفاظ نقل نہیں ہوئے ہیں: ’رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر. لا یری علیہ أثر السفر ولا یعرفہ منا احد.‘(ایک شخص جس کے کپڑے نہایت اجلے اور بال نہایت سیاہ تھے۔نہ اس پر سفر کے کوئی آثار نظر آ رہے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا)۔

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ یہ اوصاف ان الفاظ میں نقل ہوئے ہیں: ’اقبل رجل احسن الناس وجھا و اطیب الناس ریحا کان ثیابہ لم یمسھا دنس.‘(ایک نہایت خوب صورت چہرے والا اور بہترین خوشبو والا شخص آیا۔اس کا لباس اس قدر سفید تھا کہ اسے میل نے چھوا تک نہیں تھا)۔

بعض روایات مثلاً ابن ماجہ، رقم ۶۳ میں ’شدید سواد الشعر‘(بال نہایت سیاہ تھے) کے بجائے ’شدید سواد شعر الراس‘(سر کے نہایت سیاہ بال) کے الفاظ آئے ہیں۔

احمد ابن حنبل، رقم ۱۸۴ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: ’جاءہ رجل یمشی حسن الوجہ حسن الشعر علیہ ثیاب بیاض فنظر القوم بعضھم الی بعض ما نعرف ھذا وما ھذا بصاحب سفر.‘(ایک آدمی چلتا ہوا آیا جس کا چہرہ اور بال نہایت خوب صورت تھے اور اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔(وہ کہہ رہے تھے کہ) نہ ہم میں سے اسے کوئی جانتا تھا اور نہ وہ مسافر معلوم ہوتا تھا)۔

۵۔بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں ’جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم . فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ.‘(وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل پاس آ کر بیٹھ گیا۔پھر اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانووں پر رکھ لیے) کے الفاظ نقل نہیں ہوئے۔جبکہ بعض روایات مثلاً ترمذی، رقم ۲۶۱۰ میں ان کے بجائے ’فالزق رکبتہ برکبتہ‘(اس نے اپنا زانو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو سے جوڑ دیا) کے الفاظ آئے ہیں۔بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں یہ بیان ہوا ہے کہ وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کی اجازت طلب کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہو گیا۔الفاظ یہ ہیں: ’سلم فی طرف البساط، فقال: السلام علیك، یا محمد، فرد علیہ السلام. فقال: ادنو، یا محمد؟ قال: ادنہ. فما زال یقول ادنو

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مرارا، و یقول له ادن حتی وضع یده علی رکبتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم.‘(اس نے مجلس کے کونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوسلام کرتے ہوئے کہا: السلام علیکم اے محمد۔آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔پھر اس نے پوچھا: اے محمد کیا میں آپ کے قریب ہوسکتا ہوں؟ آپ نے اسے قریب ہونے کی اجازت دی۔مگر وہ بار بار قریب ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے اور ہر بار آپ اسے اجازت دیتے رہے۔یہاں تک کہ اس نے اپنے ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانووں پر رکھ دیے)۔

اس کے برعکس احمد ابن حنبل، رقم ۳۷۴ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس شخص کو قریب ہونے کا حکم دیا۔اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:’فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم ادنه . فدنا. فقال : ادنه . فدنا. فقال: ادنه. فدنا حتی کاد رکبتاه تمسان رکبتیه.‘(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ وہ قریب ہو۔وہ قریب ہوگیا۔آپ نے پھر فرمایا کہ قریب ہو۔وہ اور قریب ہوگیا۔آپ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا کہ قریب ہو۔اس پر وہ اتنا قریب ہوگیا کہ اس کے زانو آپ کے زانووں کو چھونے لگے)۔جبکہ احمد ابن حنبل ہی کی روایت رقم ۱۸۴ کے مطابق حضرت جبرئیل نے ان الفاظ میں آپ سے قریب ہونے کی اجازت طلب کی:’یا رسول اللّٰه، آتیك ؟‘(اے اللہ کے رسول، کیا میں آپ کے قریب آجاؤں)؟

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں:’وضع یده علی رکبتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم.‘(اس نے اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانووں پر رکھے)۔تاہم یہ واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ بعد کے بعض راویوں نے غلط فہمی سے’وضع کفیه علی فخذیه‘(اس نے اپنے ہاتھ اپنے زانووں پر رکھے) میں ضمیروں کو خلط ملط کر دیا ہے۔

۶۔بعض روایات میں پہلے دو سوالوں کی ترتیب مختلف ہے۔مثال کے طور پر بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں سوال کرنے والے نے پہلے ایمان اور پھر اسلام کے بارے میں سوال کیا ہے۔اسی طرح سوال کے الفاظ میں بھی کچھ فرق ہے۔مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں سوالات کا اسلوب یہ ہے:’ما الایمان ؟‘(ایمان کیا ہے)؟’ما الاسلام؟‘(اسلام کیا ہے؟)’ما الاحسان؟‘(احسان کیا ہے)؟’متی الساعة؟‘(قیامت کب آئے گی)؟ جبکہ احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں سوالوں کا اسلوب یہ ہے:’حدثنی ما الایمان ؟‘(مجھے بیان فرمائیے کہ ایمان کیا ہے)؟’حدثنی ما الاسلام ؟‘(مجھے بیان فرمائیے کہ اسلام کیا ہے)؟’حدثنی ما الاحسان ؟‘(مجھے بیان فرمائیے کہ احسان کیا ہے)؟’حدثنی متی الساعة؟‘(مجھے بیان فرمائیے کہ قیامت کب آئے گی)؟

۷۔بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں اسلام کے بارے میں سوال کا جواب ان الفاظ میں نقل ہوا ہے:’ان تعبد

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اللّٰہ و لا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلاۃ و تؤتی الزکاۃ المفروضۃ و تصوم رمضان' (یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو)۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں 'و تقیم الصلاۃ' (نماز قائم کرو) کی جگہ 'و تقیم الصلاۃ المکتوبۃ' (فرض نماز قائم کرو) کے الفاظ آئے ہیں، اور 'و تودی الزکاۃ' (اور زکوٰۃ ادا کرو) کا جملہ 'و تودی الزکاۃ المفروضۃ' (اور فرض زکوٰۃ ادا کرو) کی صورت میں روایت ہوا ہے۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں 'و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا' (اور بیت اللہ کا حج کرو، اگر تم اس کے لیے سفر کی استطاعت رکھتے ہو) کے الفاظ نقل نہیں ہوئے۔ جبکہ بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں 'ان استطعت الیہ سبیلا' (اگر تم اس کے لیے سفر کی استطاعت رکھتے ہو) کے الفاظ درج نہیں ہیں۔ جبکہ کچھ روایات مثلاً بیہقی، رقم ۲۰۶۶۰ میں یہی بات ان الفاظ میں آئی ہے: 'ان استطعت السبیل' (اگر تم اس کے لیے سفر کی استطاعت رکھتے ہو)۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'لا تشرک باللّٰہ شیئا و تقیم الصلاۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان' (اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بعض روایات مثلاً ترمذی، رقم ۲۶۱۰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'شہادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و اقام الصلاۃ و ایتا الزکاۃ و حج البیت و صوم رمضان' (اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج اور رمضان کے روزے)۔

بعض روایات مثلاً ابن ماجہ، رقم ۶۳ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'شہادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ و انی رسول اللّٰہ' (اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں)۔

ابوداؤد، رقم ۴۶۹۷ میں اضافی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ بھی روایت ہوئے ہیں: 'الاغتسال من الجنابۃ' (غسل جنابت)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۳۷۴ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'اقام الصلاۃ و ایتا الزکاۃ و حج البیت و صیام شہر رمضان و غسل من الجنابۃ کل ذلک' (نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی اور بیت اللہ کا حج اور ماہ رمضان کے روزے اور غسل جنابت، یہ سب کچھ اسلام ہے)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'الاسلام ان تسلم وجہک للّٰہ و ان تشہد لا الہ

الا اللّٰه وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله ‘(اسلام یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور یہ کہ تو شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں)۔

ابن حبان، رقم ۱۷۳ میں یہ الفاظ اضافی طور پر نقل ہوئے ہیں: ’وتعتمر وتغسل من الجنابت و ان تتم الوضوء‘ (اور تو عمرہ ادا کرے اور غسل جنابت کرے اور یہ کہ وضو کرے)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۳۷۴ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب سننے کے بعد سوال کرنے والے نے جس اسلوب میں توثیق کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت تعظیم کے ساتھ آپ سے مخاطب ہو رہا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں: ’قال القوم ما رأينا رجلا أشد توقيرا لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من هذا، كانه يعلم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم‘ (لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ گویا کہ وہ آپ کو پوری طرح جانتا تھا)۔

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے بعد یہ مکالمہ نقل ہوا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا: ’اذا فعلت ذلك فقد اسلمت؟‘ (اگر میں یہ کروں تو کیا میرا اسلام مکمل ہو گیا)؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’نعم‘ (ہاں)۔ احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۴ کے مطابق اس موقع پر جبرئیل علیہ السلام کا سوال ان الفاظ میں تھا: ’فاذا فعلت ذلك فانا مسلم؟‘ (اگر میں یہ کروں تو کیا میں مسلمان ہو جاؤں گا)؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے الفاظ یہ تھے: ’اذا فعلت ذلك فقد اسلمت؟‘ (اگر تو یہ کرے گا تو تو اسلام میں داخل ہو جائے گا)؟

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۸۔ بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں سوال کرنے والے کی طرف سے ’صدقت‘ (آپ نے بالکل درست فرمایا) کے تصدیقی الفاظ نقل نہیں ہوئے۔

۹۔ بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں ایمان کے بارے میں سوال کا جواب ان الفاظ میں نقل ہوا ہے: ’ان تومن باللّٰه و ملائكته و كتبه و رسله ولقائه وتؤمن بالبعث الاخر‘ (اور یہ کہ تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس سے ملنے پر اور آخرت میں زندہ ہونے پر) یہاں ’بالقدر خيره و شره‘ (تقدیر کے خیر و شر پر) کے الفاظ نقل نہیں ہوئے، جبکہ ’ولقائه‘ (اور اس سے ملنے پر) کے الفاظ اضافی طور پر نقل ہوئے ہیں۔ بعض روایتوں مثلاً بخاری، رقم ۵۰ میں ’بالبعث الاخر‘ (آخرت میں زندہ ہونے پر) کے الفاظ ’الاخر‘ (آخرت) کے لفظ کے بغیر نقل ہوئے ہیں۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں 'کتبه' (اس کی کتابوں) کے بجائے 'کتابه' (اس کی کتاب) کے الفاظ آئے ہیں۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں 'و تؤمن بالقدر خیره و شره' (اور تو اچھے اور برے حالات کے اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان لائے) کے الفاظ اس طریقے سے روایت ہوئے ہیں: 'و تؤمن بالقدر کله' (اور تو تقدیر کے ہر معاملے پر ایمان لائے)۔ جبکہ بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۰ میں اس بات کے لیے 'ولقدر خیره و شره حلوه و مره' (اور تقدیر کے خیر و شر اور تلخ و شیریں پر) کا جملہ نقل ہوا ہے۔ اس کے برعکس بعض روایات مثلاً ابن حبان، رقم ۱۵۹ میں 'والقدر خیره و شره' (اور تقدیر کا خیر و شر) کے الفاظ نقل نہیں ہوئے۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۱۸۴ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'ان تؤمن باللّٰه و ملائکته والجنة والنار والبعث بعد الموت والقدر کله' (یہ کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور فرشتوں پر اور جنت و دوزخ پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر اور تقدیر کے ہر معاملے پر)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: 'الایمان ان تؤمن باللّٰه والیوم الاخر والملائکة والکتاب والنبیین، وتؤمن بالموت وبالحیاة بعد الموت، وتؤمن بالجنة والنار والحساب والمیزان، وتومن بالقدر کله خیره و شره' (ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر اور ایمان لائے موت پر اور موت کے بعد زندگی پر اور ایمان لائے جنت و دوزخ پر اور حساب اور میزان پر اور ایمان لائے اچھے اور برے حالات کے اللہ کی طرف سے ہونے پر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے بعد جبرئیل علیہ السلام سے یہ سوال بھی نقل ہوا ہے: 'اذا فعلت ذلك فقد امنت؟' (جب میں یہ کروں گا تو کیا میرا ایمان مکمل ہو گیا)؟ اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے 'نعم' (ہاں) کا لفظ روایت ہوا ہے۔ جبکہ احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں 'اذا فعلت ذلك فقد امنت' (جب تو یہ کرے گا تو ایمان اختیار کرے گا) کے الفاظ آئے ہیں۔ اسی طرح احمد ابن حنبل، رقم ۵۸۵۶ میں 'فاذا فعلت ذلك فانا مومن؟' (جب میں یہ کروں گا تو کیا مومن ہوں گا)؟ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۱۰۔ بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں احسان کے بارے میں سوال کا جواب ان الفاظ میں نقل ہوا ہے: 'ان تعبد اللّٰه کانك تراه، فانك ان لا تراه، فانه یراك.' (یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو (کیا ہوا)، وہ تو بہرحال تمھیں دیکھ رہا ہے)۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں یہ بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: 'تخشی اللّٰه، کانك تراه، فانك ان لا تکن تراه، فانه یراك.' (تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو

وہ تو بہرحال تمھیں دیکھ رہا ہے)۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۱۸۴ میں اس ضمن میں ’ان تعمل للّٰہ ، کانک تراہ ، فان لم تکن تراہ ، فانہ یراک‘. (تم اللہ کے لیے اس طرح عمل کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو بہرحال تمھیں دیکھ رہا ہے۔) یہی جواب احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں ’فان لم تراہ‘ (اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے) کے الفاظ کے بغیر نقل ہوا ہے۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۱۷۲۰۷ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: ’ان تعبد اللّٰہ ، کانک تراہ ، فانک ان کنت لا تراہ ، فھو یراک .‘ (یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو (کیا ہوا)، وہ تو بہرحال تمھیں دیکھ رہا ہے)۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۵۸۵۶ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: ’تخشی اللّٰہ تعالیٰ ، کانک تراہ ، فان لا تک تراہ فانہ یراک.‘ (تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے)۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۵۸۵۶ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے بعد یہ مکالمہ نقل ہوا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا: ’فاذا فعلت ذلک ، فانا محسن ؟‘ (اگر میں یہ کروں تو کیا میں محسن ہو جاؤں گا)؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’نعم‘ (ہاں)۔ معمولی فرق کے ساتھ احمد ابن حنبل، رقم ۱۷۲۰۷ میں یہ سوال اس طرح نقل ہوا ہے: ’فاذا فعلت ذلک، فقد احسنت ؟‘ (اگر میں نے ایسا کیا تو کیا میں نے احسان اختیار کیا)؟

۱۱۔ بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۵۸۵۶ میں قیامت اور اس کی علامات کے بارے میں سوال نقل ہی نہیں ہوا۔

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ کے مطابق جب جبرئیل علیہ السلام نے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ انھوں نے دوبارہ پوچھا تو آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ انھوں نے اپنا سوال دہرایا تو اس بار بھی آپ خاموش رہے۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ’قال : یا محمد، اخبرنی متی الساعۃ؟ قال: فنکس، فلم یجبہ شیئا، ثم اعاد فلم یجبہ شیئا، ثم اعاد فلم یجبہ شیئا، ورفع راسہ، فقال : ماالمسئول عنھا باعلم من السائل.‘ (اس نے پوچھا: اے محمد، مجھے بتائیے کہ قیامت کب آئے گی؟ راوی کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے سوال دہرایا تو آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر پوچھا تو اس بار بھی آپ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سے زیادہ نہیں جانتا)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ کے مطابق قیامت کے بارے میں سوال کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ تھے: 'سبحان اللّٰہ، فی خمس من الغیب، لا یعلمھن الا ھو، ان اللّٰہ عندہ علم الساعة، ویترل الغیث ویعلم ما فی الارحام، وما تدری نفس ماذا تکسب غدا، وما تدری نفس بای ارض تموت، ان اللّٰہ علیم خبیر.'(اللہ ہر خطا سے پاک ہے۔غیب کی ان پانچ چیزوں کے بارے میں وہ جانتا ہے۔بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔وہ بارش برساتا ہے (اور کوئی نہیں جانتا کہ کب برسائے گا) اور جو کچھ رحموں میں ہے اُسے جانتا ہے (اور تم میں سے کوئی اُس سے واقف نہیں ہوتا) اور کوئی نہیں جانتا کہ اس نے اگلے روز کیا کمانا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس نے کس جگہ مرنا ہے۔بے شک، اللہ علیم وخبیر ہے)۔

۱۲۔ بخاری، رقم ۴۴۹۹ کے مطابق قیامت کی علامات کے بارے میں سوال ہی نہیں کیا گیا، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازخود علامات قیامت بھی بیان فرمادیں۔

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں پہلی علامت اس طرح بیان ہوئی ہے: 'اذا ولدت المراة ربتھا فذاک من اشراطھا.'(جب یہ عورت اپنی مالکہ کو جن دے گی تو یہ اس کی علامات میں سے ہے)۔

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۵۰ میں یہ بات 'اذا ولدت الامة ربھا'(جب لونڈی اپنے مالک کو جن دے گی) کے الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں 'اذا رایت المراة تلد ربتھا'(جب تو دیکھے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جن دے) کا جملہ درج ہے، جبکہ احمد ابن حنبل، رقم ۱۸۴ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'وولدت الاماء رباتھن.'(اور یہ لونڈیاں اپنی مالکاؤں کو جنیں گی)۔

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں دوسری علامت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: 'کان الحفاة العراة رؤوس الناس فذاک من اشراطھا.'(اور تم ان ننگے پاؤں، ننگے بدن والوں کو لوگوں کے حکمران دیکھو گے)۔

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۵۰ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'واذا تطاول رعاة الابل البھم فی البنیان.'(اور جب تم اونٹوں کے ان گونگے چرواہوں کو دیکھو گے کہ عالی شان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہیں)۔

احمد ابن حنبل، رقم ۲۰۷۱ میں اس سلسلے میں یہ الفاظ آئے ہیں: 'ویطول اھل البنیان بالبنیان، وکان العالة الحفاة رؤوس الناس.'(عمارتیں بنانے والے عالی شان عمارتیں بنائیں گے اور یہ مفلس اور گنوار افراد لوگوں کے حکمران ہوں گے)۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۹ میں دو کے بجائے تین علامتیں بیان ہوئی ہیں۔روایت کے الفاظ ہیں: 'اذا ولدت الامة

ربها ، فذاك من اشراطها ، واذا كانت العراة الحفاة رؤوس الناس ، فذاك من اشراطها ، واذا تطاول رعاء البهم فی البنيان ، فذاك من اشراطها ۔'(جب لونڈی اپنے مالک کو جن دے گی تو یہ اس کی علامات میں سے ہے۔اور جب یہ ننگے بدن اور ننگے پاؤں والے افراد لوگوں کے حکمران ہوں گے تو یہ اس کی علامات میں سے ہے اور جب مویشیوں کے چرواہے عالی شان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے تو یہ اس کی علامات میں سے ہے)۔

مسلم، رقم ۱۰ میں بھی یہی اسلوب بیان ہے، تاہم وہاں دوسری علامت کے لیے'واذا رایت الحفاة العراة الصم البکم ملوك الارض'(اور جب تم ان ننگے پاؤں، ننگے بدن والے گونگے اور بہرے لوگوں کو زمین کے حکمران دیکھو گے) کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

بعض روایات مثلاً احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں'الحفاة العراة العالة'(ننگے پاؤں ننگے بدن والے غریب) کے ساتھ'الجياع'(بھوکے) کا لفظ بھی آیا ہے۔جبکہ احمد ابن حنبل، رقم ۹۴۹۷ میں لفظ'الجفاة'(گنوار) کا اضافہ ہے۔

احمد ابن حنبل، رقم ۲۹۲۶ میں سوال کرنے والے کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں:'یا رسول اللّٰہ ومن اصحاب الشاء والحفاة والجياع العالة ؟'(اے اللہ کے رسول یہ چرواہے، یہ ننگے پاؤں والے بھوکے کون ہیں)؟اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے'العرب'(عرب) کا لفظ نقل ہوا ہے۔جبکہ احمد ابن حنبل، رقم ۱۷۲۰۷ میں اس مقام پر'العريب'(عرب) کا لفظ درج ہے۔

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں ان علامات کی ترتیب مختلف ہے۔

احمد ابن حنبل، رقم ۱۷۲۰۷ کے مطابق جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والے کو یہ بتایا کہ قیامت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے سوال کرنے والے ہی نے قیامت کی بعض علامات سے آگاہ کیا:

يا رسول اللّٰه، ان شئت حدثتك بعلامتين تكونان قبلها. فقال: حدثني. فقال: اذا رايت الامة تلد ربها، ويطول اهل البنيان بالبنيان، وعاد العالة الحفاة رؤوس الناس. قال: ومن اولئك يا رسول اللّٰه؟ قال: العريب.	''اے اللہ کے رسول، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دو ایسی علامتیں بتاؤں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی۔آپ نے فرمایا: ہاں مجھے بتائیں۔ اس نے کہا: جب آپ دیکھیں کہ لونڈی نے اپنے مالک کو جنا ہے اور عمارتیں بنانے والے عالی شان عمارتیں بنا رہے ہیں اور یہ گنوار اور ننگے پاؤں والے افراد لوگوں کے حکمران ہو گئے ہیں۔کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے جواب دیا: عرب''۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں قیامت کی علامات نقل کرنے کے بعد راوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت واضح کیے بغیر یہ جملہ نقل کیا ہے: 'فی خمس لا یعلمھن الا اللّٰہ، ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ، و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام' (ان پانچ چیزوں کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہ بارش برساتا ہے (اور کوئی نہیں جانتا کہ کب برسا دے گا) اور جو کچھ رحموں میں ہے، اسے جانتا ہے (اور تم میں سے کوئی اس سے واقف نہیں ہوتا)۔ تاہم بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۵۰ میں یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے منسوب کیے گئے ہیں۔ مسلم، رقم ۹ میں اس بات پر ان الفاظ کا اضافہ بھی موجود ہے: 'وما تدری نفس ماذا تکسب غدا، وما تدری نفس بای ارض تموت' (کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس نے اگلے روز کیا کمانا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس نے کس جگہ مرنا ہے)۔

۱۳۔ بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ کے مطابق آنے والے شخص نے رخصت ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہے: 'لا، والذی بعث محمدا بالحق ھدی و بشیرا، ما کنت باعلم بہ من رجل منکم' (نہیں، اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ رہنما اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا، میں اس کے بارے میں تم میں سے کسی شخص سے زیادہ واقف نہیں ہوں)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بعض روایات مثلاً ترمذی، رقم ۲۶۱۰ میں 'قال: ثم انطلق، فلبثت ملیا، ثم قال لی: یا عمر اتدری من السائل؟' (عمر کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور میں اس کے بعد بھی کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: عمر، جانتے ہو، یہ پوچھنے والا کون تھا؟) کے بجائے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'قال عمر: فلقینی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد ذلک بثلاث، فقال: یا عمر ھل تدری من السائل؟' (عمر کہتے ہیں: تین روز بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا: عمر، جانتے ہو، یہ پوچھنے والا کون تھا)؟ جبکہ بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۰ میں یہ بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: 'قال عمر: فلبثت ثلاثا ثم قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یا عمر ھل تدری من السائل؟' (عمر کہتے ہیں: تین روز گزر گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: عمر، جانتے ہو، یہ پوچھنے والا کون تھا)؟

بعض روایات مثلاً بخاری، رقم ۴۴۹۹ کے مطابق اس شخص کے چلے جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ اسے واپس بلا کر لائیں۔ مگر لوگ اسے تلاش نہ کر سکے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو دین کے بعض پہلو سکھانے کے لیے آئے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں: 'ثم انصرف الرجل. فقال: ردوا علی. فاخذوا لیردوا، فلم یروا شیئا، فقال: ھذا جبریل جاء لیعلم الناس دینھم' (پھر وہ شخص چلا

گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس واپس لاؤ۔ لوگ اس کی تلاش میں نکلے، مگر اس کا کوئی نشان نہ پا سکے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ جبریل امین تھے جو لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔) جبکہ بعض روایات مثلاً ترمذی، رقم ۲۶۱۰ میں 'ذاك جبريل اتاكم يعلمكم معالم دينكم.' (یہ جبریل امین تھے جو تمھیں دین کے بعض اہم پہلو سمجھانے آئے تھے۔) بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے 'فانه جبريل عليه السلام، اتاكم ليعلمكم امر دينكم.' (یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھیں دین کا معاملہ سمجھانے آئے تھے)۔

بعض روایات مثلاً مسلم، رقم ۱۰ میں نقل ہوا ہے کہ جب لوگ اس شخص کے بغیر آپ کے پاس واپس پہنچے تو آپ نے فرمایا: 'هذا جبريل اراد ان تعلموا اذا لم تسئلوا.' (یہ جبریل تھے، جب تم سوال نہیں کر رہے تھے تو انھوں نے چاہا کہ تمھیں سکھا دیں)۔ احمد ابن حنبل، رقم ۱۸۴ میں جبرئیل علیہ السلام کے جانے کے بعد یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'قال: علی الرجل، فطلبوه فلم يروا شيئا فمكث يومين او ثلاثة.' (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ۔ لوگوں نے اسے تلاش کرنا شروع کیا، مگر تلاش نہ کر سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین دن تک انتظار کیا)۔

بعض روایات مثلاً نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ایک صحابی دحیہ کلبی کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس کے برعکس احمد ابن حنبل کی روایت رقم ۳۷۴ کے الفاظ یہ ہیں: 'هذا جبريل جاء كم يعلمكم دينكم ما اتانى فى صورة الا عرفته غير هذه الصورة.' (یہ جبریل تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ اس موقع کے سوا یہ جس صورت میں بھی آئے ہیں، میں نے انھیں پہچان لیا ہے)۔

> ''حکمران کا بگاڑ ہمیشہ عوام کے بگاڑ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جیسے تم ہوگے ویسے ہی تمھارے حکمران ہوں گے۔ ایسی حالت میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب حکمران میں بگاڑ نظر آئے تو عوام کی سطح پر اصلاح کا کام شروع کر دیا جائے۔ درخت کے اندر اگر سوکھنے کے آثار ظاہر ہوں تو اس کی جڑ میں پانی دیا جائے گا نہ کہ پتیوں میں۔ سیاست میں بگاڑ کو دیکھ کر سیاسی نظام سے لڑنے لگنا صرف ایک عاجلانہ ردعمل ہے، قوت کے ضیاع کے سوا اس کا کوئی حقیقی فائدہ نہیں۔ اس لیے اسلام میں ایسی کارروائیوں سے منع کیا گیا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بگاڑ کی جڑ کو سمجھا جائے اور جڑ سے اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اور جڑ والی اصلاح کا آغاز عوامی اصلاح سے ہوتا ہے نہ کہ حکومتی ٹکراؤ سے۔''
>
> (مولانا وحید الدین خان، تصویر ملت ۱۶۶)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com